کیا اسلام سے بہتر کوئی دعوت ہو سکتی ہے؟

عید الفطر کے موقعے پر ایک حیات بخش خطبہ

از

مولانا سید جلال الدین عمری

امیر جماعتِ اسلامی ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

مسجد اشاعتِ اسلام دعوت نگر، ابو الفضل انکلیو، نئی دہلی کو جنوبی دہلی میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ دس سال قبل محترم مولانا سید جلال الدین عمری کی مرکز جماعت اسلامی ہند میں تشریف آوری کے بعد ان کے جمعہ وعیدین کے مسلسل خطبات کی وجہ سے اس کی یہ حیثیت دوچند ہوگئی ہے۔ دور دور سے بڑی تعداد میں مرد اور خواتین یہاں نمازِ جمعہ وعیدین ادا کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں اور مولانا محترم کے خطبوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ عیدین کے موقعے پر اس تعداد کا پندرہ ہزار تک کا اندازہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مولانا محترم کے یہ خطبے روایتی یا واعظانہ نہیں ہوتے بلکہ وہ پہلے سے سوچے سمجھے اور طے شدہ موضوع کی مناسبت سے ہوتے ہیں اور مولانا محترم اسی موضوع کے دائرے میں رہتے ہوئے بیس پچیس منٹ کے مختصر سے وقت میں اپنی بات مکمل فرماتے ہیں۔

اِس بار ۱۴/اکتوبر ۲۰۰۷م کو بھی مولانا محترم نے عید الفطر کے موقعے پر نمازِ عیدالفطر کے بعد کم وبیش ۱۵ ہزار افراد کو مخاطب فرمایا۔ جماعت اسلامی ہند کی امارت تفویض ہونے کے بعد موصوف کا یہ اس سلسلے کا پہلا خطبہ تھا۔ اس میں مولانا محترم نے بڑے سوز و درد مندی کے ساتھ حاضرین کو نیکی وتقویٰ کی تلقین کی اور انھیں ان ذمّے داریوں کا احساس دلایا، جو ایک مسلم امت ہونے کی وجہ سے اللہ کی طرف سے ان پر

عائد ہوتی ہیں۔ یہ خطبہ اتنا سادہ، عام فہم اور موثر تھا کہ بڑی تعداد میں لوگوں نے اس کے آڈیو کیسٹ اور سی ڈیز کی خواہش کی، اخبارات نے اس کے اہم اقتباسات شائع کیے اور کئی اخبارات نے اس پورے خطبے کو اپنے اخبارات میں من وعن شائع کیا۔ اس صورت حال کے پیش نظر خیال کیا گیا کہ اسے کتابی شکل میں شائع کیا جائے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کرسکیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ مولانا محترم نے اس پر ایک نظر ڈال کر اسے مزید مفید اور بہتر بنا دیا ہے۔

اس خطبہ کو اس کی افادیت کے پیش نظر بڑی تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کے اس اقدام کو بہ نظر تحسین دیکھیں گے اور اِسے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے میں مکتبے کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔

ناشر

کیا اسلام سے بہتر کوئی دعوت ہوسکتی ہے؟

حمد وصلوٰۃ کے بعد:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بسم اللہ الرحمن الرحیمO

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ O وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ O وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ط وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ O (حٰمٓ سجدہ: ۳۳-۳۵)

"اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اور اے نبی نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں، تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو، جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمھارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی، وہ

جگری دوست بن گیا ہے۔ یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو
جو صبر کرتے ہیں اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے
نصیبے والے ہیں۔"

بزرگو، بھائیو اور نوجوانو! محترم خواتین ، ماوؤ، بہنو اور بیٹیو! آج عید کا دن ہے۔ ہم سب کو خوشی ہے اس بات کی کہ ماہِ رمضان آیا۔ ہم نے اس میں روزے رکھے، تراویح کی نماز ادا کی، قرآن شریف کا معمول سے زیادہ مطالعہ کیا، اس کی تلاوت کی اور صدقہ و خیرات بھی حسب توفیق کی۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرمائے ۔ لیکن یہ بات ہمیں نہیں فراموش کرنا چاہیے کہ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کا محض فضل ہے۔ یہ ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ہم اتنی مشکل عبادات سے عہدہ برآ ہوں۔ اس کا کرم، اس کی نوازش اور اس کی عنایت ہے کہ ایک مشکل عبادت ہم نے انجام دی اور اپنی مصروفیات بھی جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس کرم واحسان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے یہ دوگانہ نماز عید الفطر رکھی گئی ہے۔

آپ جانتے ہیں جمعہ میں پہلے خطبہ ہوتا ہے بعد میں نماز ہوتی ہے، لیکن یہاں حکم دیا گیا کہ سب سے پہلے خدا کے سامنے سر جھکاؤ کہ اس نے تمھیں اسلام کی دولت عطا کی اور اتنی عبادات کی توفیق دی۔ پہلے سر جھکاؤ اور اس کا شکریہ ادا کرو۔ روزے کے جہاں احکام دیے گئے ہیں، وہاں یہ بھی کہا گیا ہے:

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○

(البقرۃ:۱۸۵)

"اور جس ہدایت سے اللہ نے تمھیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی
کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔"

اللہ تعالیٰ کی بزرگی و برتری کے اظہار کی ایک صورت تکبیر بھی ہے۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ اس کے لیے تکبیریں رکھی گئی ہیں۔ اسی لیے عید گاہ کے لیے نکلنے سے لے کر نماز شروع ہونے تک تکبیر جاری رکھنے کا حکم ہے اور اسی مقصد سے نماز عید میں زائد تکبیریں رکھی گئی ہیں۔ تکبیر کے ذریعہ اللہ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔ نماز کے ذریعے آدمی اس کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اُسے رمضان کی عبادات کی توفیق عنایت فرمائی۔ اگر کسی سے رمضان میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو معافی مانگے کہ ہم سے کوتاہی ہوگئی ہے، آیندہ نہیں ہوگی۔ اور یہ ارادہ کرے کہ جو کچھ ہوچکا، ہوچکا، آیندہ نہیں ہوگا، اب غفلت نہیں ہوگی۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے گا۔

میرے دوستو اور ساتھیو! اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہم پر یہ ہے کہ اس نے ہمیں قرآنِ مجید جیسی کتابِ ہدایت سے نوازا اور محمد عربی ﷺ، جن پر ہزار بار ہماری جانیں نثار ہوں، جیسا قائد اور رہنما عطا فرمایا۔ ورنہ آپؐ کے آنے سے پہلے جس طرح دنیا جہالت اور جاہلیت میں مبتلا تھی، ہم بھی شاید اسی طرح جہالت اور جاہلیت کی زندگی گزارتے۔ یہ اللہ کا کرم ہے کہ محمد ﷺ کے ذریعے اس نے ہمیں اس سے نجات دی اور آپؐ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ کے آنے سے پہلے دنیا شرک اور کفر میں مبتلا تھی، اللہ کو بھولی ہوئی تھی، آخرت کا کوئی تصور نہیں رکھتی تھی، گروہوں اور فرقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ یہ گروہ اور فرقے آپس میں دست و گریباں تھے، خون خرابہ ہو رہا تھا۔ بداخلاقی تھی، عفت و عصمت تار تار ہو رہی تھی۔ بیسواؤں اور طوائفوں کے کوٹھے موجود تھے اور وہاں لوگ اپنے گندے جذبات کی تسکین کے لیے جاتے تھے اور اسے عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لونڈیوں سے بیسوائی کا کام لیا جاتا تھا۔ ایک گندی تہذیب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی

اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا۔ اور حکم دیا کہ آپؐ اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیجیے۔ ان کو بتایئے کہ زندگی کا یہ طریقہ غلط ہے۔ زندگی اس کا نام نہیں ہے کہ آدمی جانوروں کی طرح اپنے شب و روز گزارے۔ انسان انسان ہے، اس کے لیے اللہ نے ایک طریقۂ حیات بتایا ہے۔ قرآن نے راہ ہدایت دکھانی شروع کی۔ نبی ﷺ اس کی تشریح فرمانے لگے۔ لوگوں نے اللہ کی ہدایت اور رسول اللہ ﷺ کی راہ نمائی قبول کرنے سے انکار کردیا اور اس کی مخالفت شروع کردی کہ توحید کا جو عقیدہ پیش کیا جارہا ہے، ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے۔ شرک ہی صحیح ہے، کفر ہی صحیح ہے وہی راستہ صحیح ہے جس پر ہم چل رہے ہیں۔ ہماری تہذیب ہی ہمیں پسند ہے، ہمارا تمدن ہی اچھا ہے، ہمیں اپنا یہی کلچر چاہیے۔ اگر ہم لڑتے ہیں تو اپنی برتری کے لیے لڑتے ہیں اور لڑتے رہیں گے۔ اس ضلالت و گم راہی سے نکالنے کی جو بے غرض کوشش آپ فرمارہے تھے، اس کے متعلق وہ کہتے تھے۔ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ کہ بظاہر اللہ اور رسول کا نام لیا جارہا ہے لیکن اس کے پیچھے تو کچھ اور ہی مقاصد ہیں۔ یہ غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، ہمارے اقتدار کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور ہماری تہذیب کو مٹانا چاہتے ہیں۔ فرعون نے بھی یہی کہا تھا کہ حضرت موسیٰؑ تمھارے دین کو بدل دینا چاہتے ہیں۔ آپ کے مخالفین آپ کے خلاف صف آرا ہوگئے اور اپنے غلط سماج کو آواز دی کہ آؤ اپنے عقیدے پر، اپنی تہذیب پر اور اپنے کلچر پر جم جاؤ، اس سے نہ ہٹو۔ جب انھوں نے دیکھا کہ اس کے باوجود آپؐ کی دعوت پھیل رہی ہے اور صحیح ڈھنگ سے سوچنے سمجھنے والے اسے قبول کررہے ہیں، تو انھوں نے کہا کہ قرآن کی اس آواز کو بلند ہونے نہ دو، یہ آواز ہمارے لیے خطرہ ہے:

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ○ (حٰمٓ سجدہ:۲۶)

"ان کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور قرآن اگر کہیں پیش کیا جارہا ہو (پڑھا جارہا ہو، اس کی دعوت دی جارہی ہو) تو شور اور ہنگامہ کرو تاکہ (اس کی آواز دب جائے اور) تمھاری آواز اونچی رہے۔"

ظاہر ہے کہ آدمی جب دلائل کے میدان میں ہار جاتا ہے تو یہی سب حربے استعمال کرتا ہے۔ انھوں نے بھی یہی کہا اور کیا کہ قرآن کی آواز کو بلند نہ ہونے دیا جائے، اسے دبا اور کچل دیا جائے اور قرآن پیش کیا جائے تو کہا جائے کہ ہم اسے سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ایسا شور اور ہنگامہ ہو کہ یہ آواز دب جائے اگر کچھ لوگ قرآن کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں تو طوائفوں کو بلاؤ اور قصے کہانیاں سنانے والوں کو جمع کرو کہ وہ آئیں اور قرآن کا مقابلہ کریں۔ اس کے لیے انھوں نے کلچر کے نام پر گندے پروگرام شروع کیے۔ قرآن نے حیرت سے کہا کہ اللہ کے ایسے بندے بھی اس دنیا کے اندر موجود ہیں جو لغو اور بے ہودہ چیزوں کو خریدتے ہیں اور قرآن کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو حکم دیا کہ آپ صبر کے ساتھ اپنا کام کیے جایئے۔ ایک دن آپ ہی غالب ہوں گے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ "اللہ کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں غالب رہوں گا اور میرے رسول غالب رہیں گے۔"

میرے دوستو اور ساتھیو! آپ کی تابناک تاریخ ہے کہ بہت ہی مختصر مدت میں اور چند برسوں میں عرب کی دنیا بدل گئی، وہ ویسی نہیں رہی جیسی تھی، بلکہ ویسی ہوگئی جیسی قرآن نے چاہا، محمد عربی ﷺ نے چاہا اور آپ کے صحابہؓ نے چاہا۔ اب یہ دنیا ان کے ہاتھ میں تھی، ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں نہیں تھی۔ انھوں نے جو عقیدہ دیا وہ اس کا عقیدہ بن گیا، انھوں نے جو اخلاق

دیے وہ اس کے اخلاق بن گئے اور انھوں نے جو تہذیب دی وہ اس کی تہذیب بن گئی۔

سرزمین عرب کے اس کامیاب تجربے کے بعد آپ کو آپ کے ساتھیوں کو حکم ہوا کہ وہ دنیا کو راہ دکھائیں۔ یہاں فاسد عقائد کی جگہ صحیح و پاکیزہ عقیدہ ہونا چاہیے، غلط فکر کی جگہ صحیح فکر ہونی چاہیے، ناشایستہ تہذیب کی جگہ شایستہ تہذیب ہونی چاہیے اور رذیل اخلاقیات کی جگہ اعلیٰ اخلاق ہونے چاہییں۔ یہ دنیا اس لیے نہیں ہے کہ غلط کار و گم راہ لوگ حکم رانی کریں، بلکہ اس کی تعمیر نیک اور صالح ہاتھوں سے ہونی چاہیے۔

میرے دینی بھائیو! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جوامت برپا کی تھی، وہ پوری دنیا میں پھیل گئی، دنیا کے بڑے حصے میں پھیل گئی، تہذیب کے مراکز کو اپنے قبضے میں کرلیا اور اپنی تہذیب نافذ کردی، اپنا فکر نافذ کردیا۔ ہم اس کے جانشین بنے۔ ہم نے اس کا حق نہیں ادا کیا، لیکن ہماری ہزار غلطیوں کے باوجود ہمارا اقتدار صدیوں تک باقی رہا اور ہمارا حکم چلتا رہا۔

دوستو! اور ساتھیو! آج پھر دنیا اسی حال میں پہنچ گئی ہے، جس حال میں نزول قرآن کے وقت تھی۔ علم کے دعوؤں کے باوجود جہالت کا اور تہذیب کے دعوؤں کے باوجود جاہلیت کا دور دورہ ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بالکل دو حصوں میں بٹ گئی ہے۔ ایک طرف طاقتور قومیں ہیں، دوسری طرف کمزور قومیں۔ طاقتور قومیں کمزور قوموں پر بزور اپنا فکر مسلط کرنا چاہتی ہیں، اپنی تہذیب مسلط کرنا چاہتی ہیں، اپنے اخلاق مسلط کرنا چاہتی ہیں، اپنی معیشت مسلط کرنا چاہتی ہیں، اپنا طور طریقہ مسلط کرنا چاہتی ہیں اور کمزور قوموں کے پاس جو کچھ وسائل ہیں ان پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔ ان کی آزادی پر شب خون مار رہی ہیں اور اسے ختم کرنا چاہتی

ہیں ۔ یہ ظلم و زیادتی کی آخری حد ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ ظلم باقی رہے گا یا اسے باقی رہنا چاہیے؟ ہم سب یہی کہیں گے کہ اسے ہرگز باقی نہیں رہنا چاہیے اور اللہ نے چاہا تو یہ باقی نہیں رہے گا۔

آج جب کہا جاتا ہے کہ اسلام اس ظلم کو مٹانا چاہتا ہے، وہ عدل و انصاف عطا کرتا ہے وہ ہر ایک کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے، وہ موجودہ گندی تہذیب کے مقابلے میں پاکیزہ تہذیب چاہتا ہے اور مسائل کے بارے میں عادلانہ نقطۂ نظر پیش کرتا ہے۔ تم بے خدا تہذیب چاہتے ہو اسلام باخدا تہذیب چاہتا ہے، تم خدا کی ہدایت سے بے نیاز چل رہے ہو، اسلام چاہتا ہے کہ انسان خدا کی ہدایت کا پابند رہے۔ جب اسلام کی یہ تعلیم پیش کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ فرسودہ تصورات ہیں۔ یہ چلنے والے نہیں ہیں باقی رہے گا تو ہمارا قافلہ حیات باقی رہے گا، ہماری تہذیب باقی رہے گی، ہمارا کلچر باقی رہے گا۔ دیکھو ہم نے خدا کا انکار کرکے ترقی کی ہے یا نہیں؟ وہ اسلام جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے وہ کیا ہے؟ وہ تو دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے، حقوق کو پامال کرتا ہے، فساد برپا کرتا اور قوموں کو لڑاتا ہے، مذہب نے ہمیشہ دنیا میں تباہی مچائی ہے اور آج پھر یہ تباہی مچانا چاہتا ہے، اسلام کا حوالہ نہ دو، وہ ہمیں دور ظلمت میں لے جانا چاہتا ہے۔ ہم اس کا نام تک سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اگر آپ کہیں کہ اسلام ایک نظریہ حیات ہے، وہ تمھارے یا ہمارے ہی لیے نہیں، ساری دنیا کے لیے ہے، دیکھو اس پر غور کرو تو جواب دیا جاتا ہے کہ اس پر ہم غور نہیں کریں گے۔ قرآن نے عرب کے جاہلوں سے کہا: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ ”اس سے بہتر بات کس شخص کی ہوگی، جو اللہ کی طرف بلا رہا ہے“ تم قوموں کی طرف بلاتے ہو، قبیلوں کی طرف بلاتے ہو، افراد کی طرف بلاتے

ہو، ملکوں کی طرف بلاتے ہو، کیا اس کے مقابلے میں یہ بات زیادہ بہتر نہیں، زیادہ اونچی اور برتر نہیں کہ دنیا کو اللہ کی طرف بلایا جائے۔ قرآن نے کہا: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ "بتاؤ اس سے بہتر بات کس کی ہوسکتی ہے، جو اللہ واحد کی طرف بلا رہا ہے اور اس کے مطابق عمل کررہا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف وعظ ہے، نصیحت ہے بلکہ وہ اس کے مطابق عمل بھی کررہا ہے اور دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ بہتر سلوک کررہا ہے۔اس کا تمھیں استقبال کرنا چاہیے۔ یہ ہر آواز کے مقابلے میں بہتر آواز ہے، صحیح تر اور پاکیزہ تر آواز ہے اور اسی کو بلند ہونا چاہیے۔ دنیا خاندانوں، قبیلوں اور قوموں کی برتری کا دعویٰ کرتی ہے اور ان کا اقتدار چاہتی ہے اور اپنے مفاد پرست قائدین کے پیچھے دوڑ رہی ہے۔ لیکن اللہ کی اطاعت اور بندگی کو قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! وقت آ گیا ہے کہ آپ اس پیغام کو لے کر اٹھیں۔ یہاں دعوت کسی شہنشاہ یا کسی سربراہ مملکت ، کسی قبیلے اور کسی قوم کی طرف نہیں بلکہ اللہ کی طرف ہے۔ دنیا کا ہر فرد اللہ کا بندہ ہے اور اسی کا اسے اطاعت گزار ہونا چاہیے۔

میرے بزرگو اور دوستو! نبی عربی محمد ﷺ نے اور آپ کے چند صحابہؓ نے پوری قوت سے یہ آواز بلند کی تھی وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ بتاؤ اس کی بات سے بہتر کسی کی بات ہوسکتی ہے، جو اللہ کی طرف بلا رہا ہے اور بالآخر دنیا اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئی۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم ہزاروں ، لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں مگر یہ آواز کہیں سے بلند نہیں ہورہی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اس کا حوصلہ ہم میں نہیں رہا کہ ہم دنیا سے کہہ سکیں کہ اللہ کی اطاعت اور بندگی سے بہتر کوئی تصور حیات نہیں ہوسکتا۔ ہم میں یہ کہنے کی ہمت نہیں رہی

کہ دیکھو! نہ میں اپنی ذات کی طرف بلا رہا ہوں، نہ اپنی قوم کی طرف، نہ اپنے قبیلے کی طرف بلا رہا ہوں اور نہ اپنے ملک کی طرف بلکہ پوری نوعِ انسانی کو آواز دے رہا ہوں کہ آؤ اللہ کے بندے بن جاؤ اور اس کی اطاعت کرنے لگو۔

دوستو اور ساتھیو! آپ جانتے ہیں اس دنیا میں مسلمان ایک اندازے کے مطابق ۱۵۰ کروڑ ہیں اوز تین درجن سے زیادہ مسلمانوں کی حکومتیں ہیں۔ لیکن کسی میں یہ ہمت اور حوصلہ نہیں ہے کہ کہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ ہم دنیا کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، بتاؤ اس سے بہتر کوئی فلسفہ اور نقطۂ نظر تمھارے پاس ہے؟ تمھارا ہر فلسفہ اور نقطۂ نظر انسانوں کو گروہوں میں بانٹنے والا، آپس میں لڑانے اور ظلم و زیادتی کرنے والا ہے۔ اسے ختم ہونا چاہیے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اتنی بڑی امت اپنے دین پر یقین سے اس قدر محروم اور حریف طاقتوں سے اس قدر دہشت زدہ ہے کہ کہیں سے اسلام کے حق میں آواز بلند نہیں ہورہی ہے۔ آج اس ملک میں آپ پندرہ بیس کروڑ ہیں۔ اگر آدمی شمار کرنا بھی چاہے تو شاید دو ایک گھنٹے لگ جائیں۔ بیس کروڑ کی آبادی ملک کے ہر علاقے اور ہر خطے میں موجود ہے۔ اگر ملک کے ہر گوشے گوشے سے یہ آواز اٹھے: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ ہے کوئی فلسفہ، ہے کوئی حکمت، ہے کوئی نقطۂ نظر جو اس تصور حیات سے بہتر ہو جو ہم پیش کررہے ہیں تو میرا خیال ہے اس ملک کا نقشہ بدل جائے گا۔ پندرہ کروڑ انسان اگر یہ آواز بلند کریں اور ہر گوشے سے بلند کریں کہ آؤ اللہ کے بندے بنو۔ اسی میں ہماری اور تمہاری نجات ہے تو پھر ممکن نہیں ہے کہ یہ ملک کسی اور طرف جاسکے اور کوئی اور راستہ اسے دکھایا جاسکے۔ صرف یہی ایک راستہ ہوگا اور اگر نہیں ہوگا تو آپ کی آواز فضا میں گونجتی رہے گی اور اگر آپ کی جان اس میں چلی جائے تو یہ خوش قسمتی ہے آپ کی بھی، میری بھی۔ قرآن نے اللہ کے بندوں

کے بارے میں کہا: فَمِنۡهُمۡ مَنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَنۡ يَّنۡتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا انھوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا، اسے پورا کر دکھایا اور کبھی وہ پیچھے نہیں ہٹے۔ ہم نے بھی اللہ سے وعدہ کیا ہے۔ اسے پورا ہونا چاہیے۔

میرے دوستو اور ساتھیو! اگر پندرہ بیس کروڑ کی یہ آبادی اللہ کے اس پیغام کو لے کر اٹھے تو کچھ بعید نہیں کہ یہ دنیا آپ کی ہو جائے اور آپ اس کے قائد و رہ نما ہوں، آپ پیچھے چلنے والے نہیں راہ نمائی کرنے والے بن جائیں۔ اس وقت آپ دوسروں کے چشم و ابرو کے اشاروں کو نہیں دیکھیں گے، بلکہ دنیا آپ کی طرف دیکھے گی اور اشاروں پر چلے گی۔

میرے دوستو اور ساتھیو! ہم میں سے کتنے ہیں جن کو یہ معلوم ہے کہ ان کو کیا پیغام دیا گیا تھا۔ ان سے کہا گیا تھا کہ وہ دنیا کی رہنمائی کریں، آپ اسے بتائیں کہ سیدھا راستہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے بندے بن کر رہیں، اس کے علاوہ ہر راستہ غلط ہے۔ کیا اتنی بڑی آبادی اس کے لیے تیار ہے؟ اگر تیار ہے تو سمجھیے کہ اللہ کا وعدہ بھی پورا ہو کر رہے گا اور اللہ کی نصرت آپ کے شامل حال ہوگی۔ بلاشبہ یہ راستہ کٹھن ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اگر آپ نے یہ آواز بلند کی تو آسانیاں فراہم ہونے لگیں گی، قدم قدم پر رکاوٹیں ہوں گی۔ ضرورت ایسے باہمت انسانوں کی اور ایسے میدانِ کار کی ہے جو یہ آواز بلند کر سکیں کہ یہی ایک دینِ حق ہے۔ اسی میں تمھاری بھی نجات ہے اور ہماری بھی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ہم خود اسلام کو سمجھیں، اپنے عمل سے اس کا ثبوت فراہم کریں۔ ہم بدل جائیں، ہمارا گھر بدل جائے، ہماری بستی بدل جائے، ہماری سوسائٹی بدل جائے، ہمارے معاملات اس کی روشنی میں حل ہونے لگیں، ہماری پوری زندگی پر اس کی حکم رانی ہونے لگے اور ہم عَمِلَ صَالِحًا کی مکمل

تصویر بن جائیں۔

اس کے ساتھ آپ کو اسلام پر پورا شرح صدر ہو۔ آپ فخر کے ساتھ کہہ سکیں اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ میرا تعلق اللہ کے فرماں برداروں سے ہے۔

بزرگو اور دوستو! جی چاہتا ہے ہم میں سے ہر ایک کی زبان پر، ہر گوشے میں، ملک کے ہر حصے میں اور ہر طرف سے یہ آواز بلند ہو کہ نجات دنیا کے کسی طریقۂ حیات میں نہیں ہے۔ نجات ہے تو صرف اللہ کی کتاب میں اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی راہ نمائی میں۔

آخر میں آپ سے درخواست ہے کہ یہاں سے خالی ہاتھ نہ جائیں۔ یہ پیغام لے کر جائیں اور یہی نعرہ بلند کرتے رہیں: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ۔ ''اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی، جس نے اللہ کی طرف بلایا۔''

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

☆☆